Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۷۷ | جمعرات - ۳ - ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ - ۷ ہجرت ۱۳۷۱ ہش - ۷ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۰۶

محترم حافظ عبد السلام صاحب انتقال فرما گئے

احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے بزرگ خادم محترم حافظ عبد السلام صاحب مورخہ ۴۔ اور ۵۔ مئی کی درمیانی شب کراچی میں وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۱۰۰ سال تھی۔ محترم حافظ صاحب کو ایک خاصا عرصہ بطور وکیل اعلیٰ، وکیل الدیوان اور وکیل المال اوّل تحریک جدید خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ انہوں نے سرکاری نوکری سے فراغت کے بعد اہم مناصب پر دین کی خدمت کی سعادت پائی۔ موصوف نے بہت پرانی وصیت کی ہوئی تھی۔ ان کا سنِ وصیت ۱۹۱۵ء

باقی ص۷ پر

پیارے برادرم مکرم سیفی صاحب

(سلام و دعا)

آج سے تقریباً چالیس برس پہلے بعض (وفات یافتگان) کی یاد میں کچھ شعر کہے تھے مگر نظم مکمل نہ ہو سکی اور رفتہ رفتہ تقریباً بھول ہی چکی تھی کہ اب آصفہ بیگم کی وفات نے اس مٹتی ہوئی یاد کو اجاگر کر دیا اور سب نہیں تو اکثر شعر یاد آ گئے۔ اب ان میں کچھ اضافہ کے ساتھ نظم مکمل کر لی ہے جو بھجوا رہا ہوں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

۱۳۷۱/۴-۱۹ ۱۹۹۲ء

ہے حُسن میں ضَو غم کے شراروں کے سہارے ⦵ اک چاند معلّق ہے ستاروں کے سہارے

اِک شعلہ سا لرزاں ہے سرِ گورِ تمنّا ⦵ اِک غم جئے جاتا ہے مزاروں کے سہارے

تُو رُوٹھ کے امّیدوں کا دل توڑ گیا ہے ⦵ اے میری اُمنگوں کے سہاروں کے سہارے

ناداری میں ناداروں کے رکھوالے تھے کچھ لوگ ⦵ بخشش کے بھکاری۔ گنہگاروں کے سہارے

سُکھ بانٹتے پھرتے تھے مگر کتنے دُکھی تھے ⦵ بے چارگیٔ غم میں بچاروں کے سہارے

مَرتے ہیں جب اللہ کے بندوں کے نگہباں ⦵ کون ہوتے ہیں خود اُن کے دُلاروں کے سہارے؟

وہ ناؤ خُدا بنتا ہے خود جس کا کھِوَیّا ⦵ پاگل ہے کہ ڈھونڈے وہ کناروں کے سہارے

کانٹوں نے بہت یاد کیا اُن کو خزاں میں ⦵ جو گُل کبھی زندہ تھے بہاروں کے سہارے

کیا ان کا بھروسہ ہے جو دیتے تھے بھروسے ⦵ لو۔ مَر گئے جیتے تھے جو پیاروں کے سہارے

دیکھو! مِرے سب پیاروں کو تھا تم سے بہت پیار ⦵ میرے ہی نہیں، تم تھے ہزاروں کے سہارے

آ بیٹھ مِرے پاس۔ مِرا دستِ تہی تھام

مَت چھوڑ کے جا۔ درد کے ماروں کے سہارے

◎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۷۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۷۔ مئی ۱۹۹۲ء

ذمّہ داریاں ۔ چھوٹی اور بڑی

چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی بڑی باتوں کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو جو بھی بڑی بات وقوع پذیر ہوتی ہے اس کے لئے کسی چھوٹی سی بات نے بیج کا کام دیا ہوتا ہے۔ وہ بیج نہ ہوتا۔ چھوٹی سی بات نہ ہوتی اور اس چھوٹی سی بات سے بڑی بات تشکیل نہ پاتی۔ تربیت کے معاملات میں تو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کسی چھوٹی سی بات کو آپ یونہی رہنے دیں۔ اس کا ازالہ نہ کریں تو کچھ دیر بعد آپ حیران ہونگے کہ کوئی بڑی سی بات کیسے وقوع پذیر ہو گئی۔ کہتے ہیں نا کہ پانی بہنے کے لئے ایک چھوٹا سا سوراخ کر دیجئے۔ بے شک ایک سوئی سے ہی سہی۔ آہستہ آہستہ یہ سوراخ بڑا ہونے لگے گا اور جہاں سے پانی قطرہ قطرہ نکلتا تھا وہاں سے دھار بہنے لگے گی۔ انگریزی میں کہتے ہیں۔ شائد کسی اور زبان میں بھی یہ بات کہتے ہوں۔ اس وقت یاد نہیں آ رہا۔ کہ ایک ٹانکا نو ٹانکے لگانے سے بچا لیتا ہے۔ یعنی وقت پر ایک ٹانکا لگا لیا جائے تو نہ کپڑا مزید پھٹتا ہے نہ زیادہ ٹانکے لگانے پڑتے ہیں۔

ہر انسان پر بہت بڑی بڑی ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ لیکن یہ بڑی بڑی ذمہ داریاں بھی چھوٹی چھوٹی ذمہ داریوں ہی سے تشکیل پاتی ہیں۔ تربیت چونکہ بچپن سے شروع ہوتی ہے۔ اور بچپن میں ذمّہ داریاں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہی چھوٹی چھوٹی ذمّہ داریاں بڑے ہو کر بڑی ذمّہ داریوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ نے تربیت کے سلسلہ میں فرمایا

"انہیں یہ بتایا جائے کہ بحیثیت ایک انسان ہونے کے ان پر کیا ذمّہ داریاں عائد ہیں۔ یا بحیثیت ایک باپ اور بیٹا ہونے کے ان پر کیا ذمّہ داریاں ہیں۔ اسی طرح عورتوں کو یہ بتایا جائے کہ بحیثیت ایک بیٹی ہونے کے عورت پر کیا ذمّہ داریاں ہیں یا بحیثیت ماں ہونے کے عورت پر کیا ذمّہ داریاں ہیں۔ پھر انہیں بتایا جائے کہ ہمسایوں کے کیا حقوق ہیں دوستوں کے کیا حقوق ہیں۔ میاں کے بیوی پر کیا حقوق ہیں اور بیوی کے میاں پر کیا حقوق ہیں۔ رشتہ داروں کے کیا حقوق ہیں۔ جو لوگ کاروبار میں شریک ہوں ان کے کیا حقوق ہیں۔ یہ باتیں ہیں جو آہستہ آہستہ ان کو سمجھائی جائیں۔ تا کہ وہ اپنی ذمّہ داریوں کو سمجھیں اور ظلم اور انصاف اور دیانت اور بد دیانتی اور محنت اور سستی میں فرق کریں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ باتیں سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق دے۔

گذرے ہوئے دن لوٹ کے آتے نہیں دیکھے
جو دن ابھی آنے ہیں وہ رُکتے نہیں پاتے
ہم حال میں رہتے ہوئے بن جاتے ہیں ماضی
آئندہ کے احوال نظر تک نہیں آتے

الوالاقبال

ہمیں تمنّا رہی سحر کی جو لَوٹ کر پھر نہ آئی جا کر
سحر سے پہلے ہی جانیوالا چلا گیا ہے ہمیں رُلا کر

وہ میرے آقا کا نیک ساتھی رضا کا خُوگر وفا کا پیکر
بحالِ "غُربت" ہوا ہے رُخصت زمانے بھر کو حزیں بنا کر

خُدا کا جو فیصلہ تھا اس تک پہنچ سکی نہ نظر ہماری
ہمارے لَب پر یہی دُعا تھی شفا عطا کر شفا عطا کر

وہ جس نے دنیا میں اپنے گھر کو مثالِ جنّت بنا کے رکھا
حدیث و قرآن کے گلُوں سے ہر ایک گوشہ سجا سجا کر

الٰہی تیرے حضور حاضر ہوئی ہے جو رُوح آج کے دن
جوارِ رحمت میں اسکو رکھیو مقامِ ارفع اسے عطا کر

دیارِ اغیار میں یہ صدمہ بہت ہی تکلیف دہ ہے یاربّ
شہِ غریب الوطن کو پیارے سکون و صبر و رضا عطا کر

اگرچہ شبّیر غم گراں ہے مگر نہیں کوئی جائے شِکوہ!
"بُلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

شبیر احمد

کھُلے گی بندشِ زندانیاں کبھی نہ کبھی
چلے گا سوئے وطن کارواں کبھی نہ کبھی

سُنیں گے اہلِ چمن داستانِ غم میری
ملے گی اہلِ قفس کو زباں کبھی نہ کبھی

شگوفے پھوٹیں گے ہر نخلِ آرزو سے ضرور
اُٹھا رہے گی ہزیمت خزاں کبھی نہ کبھی

دِئے وفاؤں کے جل ہی اُٹھیں گے راہوں پر
ضیاء بکھیرے گا عشقِ تپاں کبھی نہ کبھی

دلوں کی جاگ اُٹھیں بستیاں جسے سُن کر
کوئی تو دے گا ہی ایسی اذاں کبھی نہ کبھی

"سحر قریب ہے دل سے کہو نہ گھبرائے"

میجر منظور احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

سیدنا حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے اپنے ایک لیکچر میں جو ۲۶۔ فروری ۱۹۴۵ء کو احمدیہ ہوسٹل ۳۲ ڈیوس روڈ لاہور میں دیا۔ فرمایا۔

روس کا "تھری بگز" میں شامل ہونا بھی اس کے اپنے اصول سے ہٹنے پر دلالت کرتا ہے۔ آخر ان تین بڑوں کے علاوہ دوسری حکومتیں ہیں۔ وہ کیا چیز ہیں۔ سمجھ لو کہ طاقتور آدمی کے مقابل پر کمزور اور غریب آدمی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بلجیئم کیا ہے؟ ایک کمزور اور غریب آدمی۔ ہالینڈ کیا ہے؟ ایک کمزور اور غریب آدمی ہے۔ روس انگلستان اور امریکہ کیا ہیں؟ مضبوط اور کروڑپتی تاجر۔ اگر روس اپنے اصول میں سچائی پر قائم ہے تو اسے ان کمزور اور غریب ممالک کے ساتھ ایک ہی صف میں اپنے آپ کو کھڑا کرنا چاہیئے تھا۔ اور کہنا چاہیئے تھا کہ ہمارا اصول یہ ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔ ہم اپنے اور ان کمزور حکومتوں میں کوئی فرق نہیں کرنا چاہتے۔ جیسے ہمیں اپنی جان پیاری ہے ویسے ہی ان کی پیاری ہے۔ جیسے ہمیں اپنے ملک کا فائدہ مدنظر ہے ویسے ہی ان کو مدنظر ہے۔ پس حکومتوں کی مشاورتی مجالس میں ہم میں اور کمزور حکومتوں میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے کہ ہر ایک نے اپنے حقوق کی حفاظت کرنی ہے۔ مگر روس کی کمیونسٹ حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے یہ مطالبہ کیا کہ تین بڑوں کے مشورہ سے سب اصول اور امور طے ہوں۔ ہم نے اپنی آواز کی اور قیمت مقرر کی ہے اور بلجیئم اور ہالینڈ کی اور۔ اگر بلجیئم اور ہالینڈ کی آوازوں اور روس کی آواز میں فرق ہے۔ اگر کمزور قوم کو طاقتور قوم کے مقابل پر نہیں لایا جا سکتا۔ اگر ایک غریب قوم کے ساتھ مساوات کا سلوک نہیں کیا جا سکتا تو فرد کو فرد کے مقابل پر مساوات کیوں دی جائے۔ ایک عالم اور جاہل اور ذہین اور کند ذہن میں جو قدرتی فرق ہے اسے کیوں مٹایا جائے۔ اور روس کا خود "تھری بگز" میں شامل ہونا اور تین بڑوں یا پانچ بڑوں کے اصول پر زور دینا بتاتا ہے کہ کمیونزم کا مساوات کا اصول بالکل غلط اور دکھاوے کا ہے۔ اگر بڑی حکومت چھوٹی حکومت کے مقابل میں امتیازی سلوک کی مستحق ہے تو عالم جاہل کے مقابل پر اور فطری صناع اور تاجر ایک کودن صناع اور غیر تجربہ کار تاجر کے مقابل پر اپنے فن سے فائدہ اٹھانے کا کیوں مستحق نہیں۔ ایک بڑی قوم کے مقابل پر ایک چھوٹی قوم کو نیچا کر دینا اس سے زیادہ خطرناک ہے جتنا کہ ایک شخص کا اپنی قابلیت سے آگے کچھ نکل جانا۔ خصوصاً جبکہ طبعی مساوات کے قیام کے لئے دین حق کے مقرر کردہ پاکیزہ اصول موجود ہیں۔

اس موقعہ پر مجھے ہندوستان کے ایک بڑے لیڈر کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک دفعہ ایک مقام پر بعض مسائل کے متعلق غور کرنے کے لئے بہت سے لیڈر ہندوستان کے مختلف مقامات سے جمع ہو گئے۔ مجھے بھی سر سکندر مرحوم اور سر فیروز خان نے تار دے کر بلوایا۔ یہ مجلس شملہ میں ہوئی تھی۔ غالباً ۷ یا ۸ لیڈر تھے جو مختلف مقامات سے شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ جب اتنے بڑے لیڈروں کو اس لیڈر نے اکٹھے دیکھا تو انہیں بہت بُرا لگا کہ ہندوستان کے اتنے لیڈر ہیں اور انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ بڑے معاملات اتنے بڑے اجتماعوں میں طے نہیں ہو سکتے بہتر ہو گا کہ ہم چند لیڈروں کے لیڈر (WE LEADERS OF LEADERS) آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر کے ان لوگوں کو سنا دیں۔ یہی حال روس کا ہے۔ زید اور بکر کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ ان میں مساوات ہونی چاہیئے۔ مگر جب حکومت کا سوال آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہم تین بڑی حکومتیں مل کر فیصلہ کریں گی۔ وہی تمام اقوام کو ماننا پڑے گا۔ ان کا حق نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہوں یا ہماری کانفرنس میں شریک ہوں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ روس کے پاس توپیں زیادہ ہیں اور دوسروں کے پاس توپیں کم ہیں۔ روس کے پاس ٹینک اور ہوائی جہاز اور فوجیں زیادہ ہیں۔ لیکن بلجیئم، فرانس اور ہالینڈ کے پاس کم ہیں۔ اگر سامان حرب کی کثرت کی وجہ سے روس اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی آواز کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ وقعت دی جائے اور وہ دوسرے چھوٹے ملکوں کے برابر ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تو وہ کل کو انکو اپنے اقتصادی پروگرام میں شامل کس طرح کرے گا۔ جو ملک اس بات کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کی رائے کو کوئی وقعت دے یا ان کو مجلس صلح میں بٹھائے۔ وہ ان کو کھانا اور کپڑا دینے کے لئے کس طرح تیار ہو گا۔ یقیناً جب روس کی انڈسٹری بڑھے گی تو وہ اپنی منڈیوں کے لئے مینڈیٹ چاہے گا۔ برابر کے شریک نہیں۔ غرض سرمایہ کاری مردہ باد کا کوئی سوال نہیں۔ یہ محض وہم ہے جو لوگوں کے اندر پایا جاتا ہے۔ اصل سلوگن یہ ہے کہ الف کی سرمایہ داری مردہ اور ملک روس کی سرمایہ داری زندہ باد۔ اور اس کا انجام تم خود سوچ لو۔ الف اور ب کی سرمایہ داری کا تو لوگ مقابلہ بھی کر سکتے تھے مگر وہ روس کی حکومتی سرمایہ داری کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

روس اپنی کمزوری کو خود بھی محسوس کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ غیر ممالک کے تعلقات کو سختی سے روکے ہوئے ہے۔ چنانچہ حال ہی میں سٹیفن کنگ ہال ممبر پارلیمنٹ انگلستان روس کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ انہوں نے اس دورے کا مفصل ذکر ایک مضمون میں کیا ہے جو سوویت یونین نیوز کے ماہ جون کے پرچے میں شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔

"روسی گورنمنٹ نہیں چاہتی کہ روس کی قوم آزادی سے اور بغیر کسی روک کے ہمارے خیالات سے یا کسی اور خیال سے جو روسی نہ ہو واقف ہو سکے۔ پھر کہتے ہیں کوئی شخص روسی طرز زندگی کو براہ راست نہیں سمجھ سکتا۔ بجز روسی سرکاری ذرائع کے اور یہ شکل ابھی کتنے ہی سال تک رہے گی"

پھر ابھی پچھلے دنوں روس کے ماہرین یہاں آئے تھے۔ امریکہ کے بعض ماہرین بھی انکے ساتھ تھے۔ وہ سب سے زیادہ ہندوستان کی حالت دیکھ کر حیران ہوئے۔ کیونکہ ان کے پاس تو ایک پیسہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ سفر کر سکیں۔ لیکن ہندوستان کا ہر شخص جہاں جی چاہے آسانی کے ساتھ آ جا سکتا ہے۔ اس لئے جب انہوں نے اپنی حکومت کے خرچ پر ہندوستان کو دیکھا تو انہیں یہ ملک اس طرح نظر آیا جیسے مر کر انسان اگلے جہان کو دیکھتا ہے۔ یہ نتیجہ تھا ان کی ناواقفیت کا۔ مگر آخر یہ کولڈ سٹوریج میں رکھنے کا معاملہ کب تک رہے گا۔ ایک دن یہ دیوار ٹوٹے گی اور دنیا ایک زبردست تغیر دیکھے گی۔

آثار قدیمہ کی تحقیق اور پرانی تاریخوں سے یہ امر پوری طرح ثابت ہو چکا ہے کہ مصر نامی علاقہ بہ تغیر اشکال شمالی افریقہ۔ شمالی شام اور شمالی عرب میں پایا جاتا تھا۔ بلکہ ان تین علاقوں کے علاوہ اور مقامات بھی مصر یا مصران یا مصرام یا مصرائیم یا مُصری کہلاتے تھے اور اسی وجہ سے بائبل کی بیان کردہ تفصیلات میں سے بعض کو شمالی افریقہ کے ملک مصر پر منطبق نہ دیکھتے ہوئے بائبل کے علوم کے جدید محققین میں سے بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ افریقوی مصر نہیں بلکہ اگر یہ واقعات گذرے ہیں تو عربی مصر میں گذرے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مدائن جانے کو وہ اس کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ مدائن شمالی عرب کے مصر کے ساتھ ملتا تھا۔

یہ امر کہ کئی علاقے مصر کہلاتے تھے مغربی مصنفوں کے لئے حیرت انگیز ہے لیکن عربی دانوں کے لئے نہیں۔ مصر کے معنے عربی زبان میں شہر کے ہیں۔ جن لوگوں کو کسی بڑے شہر کے پاس رہنے کا یا وہاں جانے کا موقعہ ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ بڑے شہروں کے ارد گرد کے علاقے بعض دفعہ بیسیوں میل تک اپنے علاقہ کے شہر کا نام لے کر نہیں بلاتے بلکہ صرف شہر کہتے ہیں۔ لاہور کے ارد گرد کے دیہات میں جب یہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہر گیا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ لاہور گیا ہے۔ انگریزی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان میں بھی CITY یعنی شہر کے لفظ سے انگلینڈ کے باشندے لندن مراد لیتے ہیں پس عرب لوگ اور عربی سے ملتی جلتی زبانیں بولنے والے اُس زمانہ میں کہ جب بڑے شہروں کا رواج کم تھا۔ اگر کسی بڑے بڑے قصبات پر مشتمل علاقہ کو مصر کہتے تھے۔ خواہ وہ شام میں ہو خواہ عرب میں خواہ افریقہ میں۔ تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ مصری یا مصرام یا مصران یا مصرائیم سے انکی مراد صرف یہ ہوتی کہ وہ شہروں والا علاقہ ہے۔ عرب جیسی صحرا نورد قوم کے لئے شہروں میں بسنا ایک عجوبہ سے کم نہ تھا اور جس علاقہ میں کثرت سے بڑے بڑے شہر اور قصبات ہوں وہ ان کے لئے ایسا حیرت انگیز امر تھا کہ اس علاقہ کا نام شہری ملک رکھ دینا ان کے لئے ایک طبعی امر تھا۔ پس صرف مصر کے لفظ سے بنی اسرائیل کے جلاوطنی کے واقعات کو افریقی مصر کے علاقہ سے بدلا نہیں جا سکتا۔ راستہ کی جزئیات میں مشکلات کی وجہ سے اس اصولی سوال کو نظر انداز کر دینا کہ بائبل اور قرآن کریم دونوں کے نزدیک اس مصر کے بادشاہ فرعون کہلاتے تھے۔ اور قرآن کریم کے اس بیان کی روشنی میں کہ اس مصر میں مُردوں کی لاشوں کو دیر تک قائم رکھنے کا رواج تھا۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شخص کی شناخت کو اس لئے مشتبہ کر دیا جائے کہ گو اس کا حُلیہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام تو مذکورہ علامات کے مطابق ہے لیکن اس کے رومال کا رنگ وہ نہیں جو بتایا گیا تھا۔ پرانے زمانہ کے حالات اس طرح محفوظ نہیں کہ ہم اس زمانہ کے

باقی ص۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اب تو خیر محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر ضعیف العمری کے دور میں سے گذر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور احباب ان کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ اب بھی انہیں دیکھتے ہی ان کے عزم اور ارادے کی بناء پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی نوجوانی اور جوانی خاصی تنومند تھی۔ اسی سلسلے میں وہ اپنا ایک واقعہ بھی سنایا کرتے ہیں۔ فٹ بال کے کھلاڑی تھے کہتے ہیں کہ کھیل میں میں کک لگانے لگا تو ایک کھلاڑی نے مزاحمت کی۔ میں نے اس کے ٹخنے کے قریب سے اس کے گھٹنے تک اپنے پاؤں کو اس زور سے رگڑا کہ اس کی پنڈلی ساری کی ساری چھل گئی اور بہت خراشیں آئیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہ ان کی توانائی کی ایک علامت تھی۔ اگرچہ میں نے ان دنوں تو آپ کو قادیان میں نہیں دیکھا۔ میں دہلی میں تھا اور وہ قادیان میں لیکن یہ ۱۹۳۵ء میں گولڈ کوسٹ (اب غانا) کے میدان عمل میں دینی فرائض سرانجام دینے کے لئے تشریف لے گئے اور میں ۱۹۵۸ء میں نائیجیریا پہنچا۔ اس کے بعد ہم دونوں کا آپس میں رابطہ بھی ہوا اور ملاقاتیں بھی۔ یہ تصویر جو اس وقت سامنے ہے اس میں گولڈ کوسٹ کے وزیر اعظم کوامے انکرومہ تقریر کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ بائیں جانب مولانا نذیر احمد صاحب مبشر تشریف فرما ہیں اور ان دونوں کے پیچھے کچھ دیگر لوگ بھی ہیں اور ان میں ایک یہ خاکسار (یعنی نسیم سیفی) جو اگرچہ تصویر میں تو نظر نہیں آ رہا لیکن اسے اس تقریب میں شرکت کی سعادت ضرور حاصل ہوئی تھی۔

تقریب ہے اُس بیت الحمد کے افتتاح کی جس کے لئے محترم مولانا موصوف نے اور سالٹ پانڈ کی احمدیہ جماعت نے محنت شاقہ بھی کی اور اس پر زر کثیر بھی صرف ہوا اور احباب جماعت کے وقار عمل کے سلسلے میں بھی سینکڑوں گھنٹے کام ہوا۔ ہماری بہنوں نے بھی بہت شوق سے اس میں حصہ لیا۔ کوئی ریت اٹھا کر لاتی اور کوئی چھوٹے چھوٹے پتھر بلکہ بڑے پتھر بھی کیونکہ ہماری یہ بہنیں خاصی محنت کش ہیں اور غالباً جتنی محنت مرد کرتے ہیں۔ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہماری یہ بہنیں کر گذرتی ہیں۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۵۹ء کو یہ تقریب منعقد کی گئی تھی اور محترم مولانا موصوف نے خاکسار کو بھی نائیجیریا سے آکر اس تقریب میں شرکت کرنے کی دعوت دی تھی اور مجھے خدا کے فضل سے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ میں نے اس بابرکت تقریب میں حصہ لیا۔ ہزاروں کے مجمع میں کئی مذاہب کے لوگ موجود تھے اور اسی طرح مختلف ممالک کے بھی۔ جہاں تک مذاہب کا تعلق ہے عیسائی بھی تھے بدمذہب بھی تھے اور مسلمان بھی تھے اور ان کے علاوہ پاکستان اور ہندوستان سے گئے ہوئے ہندو اور سکھ دوست بھی۔ اسی طرح مختلف ممالک کے لوگ بھی موجود تھے۔ انگریز بھی موجود تھے شامی بھی لبنانی بھی۔ ہندوستانی بھی اور پاکستانی بھی۔ گویا کہ اس جم غفیر میں مختلف مذاہب کے لوگ اور مختلف ممالک کے باشندے شرکت کر رہے تھے

محترم وزیر اعظم صاحب نے اس موقعہ پر ایک لکھی ہوئی تقریر بھی پڑھی اور اس کے علاوہ زبانی بھی اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے مختلف مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اگر مذہب انسان کو امن کے ساتھ رہنے کی تلقین نہ کرے تو وہ مذہب مذہب کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی تقلید کرتے ہوئے انسانیت کے ناطے ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہیں تو زندگی بہتر طور پر گذاری جا سکتی ہے۔ اُن دنوں سیاست میں بھی بعض مذہبی جماعتیں دخل دے رہی تھیں۔ اس لئے انہوں نے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہم سب کو مل جل کر زندگی گذارنا ہے۔ عقیدہ کا اختلاف اپنی جگہ پر۔ سیاسی خیالات کا اختلاف بھی اپنی جگہ پر۔ لیکن ہم سب نے اسی ملک میں رہنا ہے اور ہم سب کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا کہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کریں۔

تقریب کا تعلق چونکہ بیت الحمد کے افتتاح سے تھا انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ انسان مذہب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے گھر میں آکر اسے یہ محسوس ہونا چاہئے کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کے بہت قریب ہو گیا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے قریب سمجھتے ہیں وہ انسانوں سے کبھی دور نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام لوگ جو اپنی اپنی عبادتگاہوں میں جا کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ انسانیت کے ناطے ایک دوسرے کے قریب سے قریب ہوتے چلے جائیں۔ اور ایکدوسرے کو یہ محسوس کرنے کا موقعہ دیں کہ ہم سب ایک ہیں۔

یہ بیت الحمد نسبتاً خاصی بڑی بیت الحمد ہے اور خوبصورتی کے لحاظ سے بھی شائد اس جیسی بیت الحمد مغربی افریقہ میں بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اس لئے بھی مکرم وزیر اعظم صاحب نے اس عمارت کی خاص طور پر تعریف کی اور محترم مولانا نذیر احمد صاحب بشر کو داد تحسین دی۔

جیسا کہ پہلے کسی تحریر میں کہا جا چکا ہے۔ مسٹر کوامے انکرومانے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز سالٹ پانڈ ہی سے کیا تھا۔ اسی لئے ان کے اور محترم مولانا موصوف کے تعلقات ہمیشہ نہایت دوستانہ رہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے مولانا موصوف کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ شخص نہ صرف اپنے مذہب کا پوری طرح پابند ہے بلکہ اس ملک کے لئے انہوں نے جو تعلیمی کوششیں کی ہیں جس طرح تعلیمی ادارے چلائے ہیں یہ بات بھی نہایت قابل داد ہے۔ اور گولڈ کوسٹ کے ہر باشندے کو آپ کا ممنون ہونا چاہیئے۔

مسٹر کوامے انکرومانے کہا موجودہ وقت میں جب کہ آپس میں مذہبی طور پر لوگوں کی چپقلش جاری ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت ایک امن کا جزیرہ ہے۔ جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں وہ نہ صرف خود امن سے رہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی امن سے رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور اس طرح لوگوں پر اپنے کردار کا بہت اچھا اثر چھوڑتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدی لوگ اپنے کردار سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔

بیت الحمد کا افتتاح ایک محترم دوست جو شام کے باشندے تھے نے کیا ان کا نام نامی مسٹر صباح تھا۔ اور وہ سلسلے کے ساتھ ایک لمبے عرصے سے نہایت دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ شامی اور لبنانی دوست خاص طور پر محترم مولانا بشر صاحب کی دوستی کا اس لئے بھی دم بھرتے تھے کہ مولانا موصوف نے گولڈ کوسٹ جاتے ہی جماعت میں جو تربیتی کام شروع کیا اس میں انہوں نے عربی زبان استعمال کی اور ایک لمبے عرصے تک آپ عربی زبان استعمال کرتے رہے۔ اور ملک کے کونے کونے میں یہ بات پھیل گئی کہ ایک ایسا شخص ہندوستان سے آیا ہے جو نہایت فصیح عربی بولتا ہے۔ شامی اور لبنانی اگرچہ زیادہ لکھے بڑھے تو نہیں ہوتے۔ یعنی جو تاجر ہیں لیکن چونکہ انکی مادری زبان عربی ہے اس لئے انہیں اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو عربی زبان میں ان سے بات کرتا ہو یا جس کے متعلق انہیں پتہ چلے کہ وہ اپنا کاروبار زندگی عربی زبان میں چلاتا ہے تو یقیناً ان کا اس شخص کے ساتھ انس بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بات محترم مولانا موصوف کے لئے ہمیشہ مفید ثابت ہوئی۔

میں نے محترم مولانا صاحب کی توانائی کا ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ جتنی دیر گولڈ کوسٹ (غانا) میں رہے آپ نے نہایت چاق و چوبند زندگی گذاری۔ ملک کے کونے کونے کا آپ نے دورہ کیا اور ہر جگہ تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتے ہوئے مقامی لوگوں کی زندگیاں سنوارنے میں پوری تندہی سے کام لیا۔

اس تقریب کے موقعہ پر ملک کے نامور صحافی بھی موجود تھے۔ چنانچہ تقریب کے اختتام پر خاکسار کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ان سب صحافیوں کو بیت الحمد کے آغاز سے لے کر اسکی تکمیل تک کے تمام حالات بتانے کا موقعہ ملا اور اس پر جو اخراجات اٹھائے گئے تھے اور وقار عمل کے سلسلے میں جو کام کیا گیا تھا اس کی تفاصیل بھی خاکسار نے ان کو دیں۔ محترم مولانا نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے فرمایا کہ میں ان صحافیوں کی بریفنگ کروں۔ چنانچہ میں اسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ بیت الحمد کے افتتاح کی تقریب کی پریس کے لئے ساری بریفنگ کا مجھے موقعہ ملا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ بیت الحمد سڑک کے کنارے ہونے کی وجہ سے اور اپنی خوبصورتی کے باعث عام طور پر سیاحوں کے لئے دلچسپی کا باعث بنتی ہے۔ جب بھی سیاح اس سڑک پر سے گذرتے ہیں اس کی تصاویر لئے بغیر آگے نہیں جاتے۔ اور بعض اوقات وہ کسی نہ کسی احمدی کو اس بیت الحمد کی سیڑھیوں پر کھڑا کر کے تصویر لیتے ہیں۔ یا بعض اوقات اپنے اپنے ذوق کے مطابق۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس بیت الحمد کے سامنے کھیلتا دکھاتے ہوئے تصویر لیتے ہیں۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس میں کسی شخص کی نماز پڑھتے ہوئے

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــ نون۔سین

اُردُو زبان کی ترویج

ملتان میں ہونے والی ایک عالمی اردو کانفرنس کے موقعہ پر حکومت سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ جلد از جلد اردو کو مکمل طور پر رائج کرے۔ یہی بات پاکستان کے دستور میں بھی لکھی ہوئی ہے اور حکومت کو اب کسی مزید عرصے کی توثیق نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ حکومت کو انگریزی میڈیم اداروں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔ تاکہ لوگ اردو زبان کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ اردو کو گھٹیا سمجھ کر انگریزی کی طرف مائل ہوتے چلے جائیں۔ اس کانفرنس کی صدارت پنجاب کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے کی۔ اور اس موقعہ پر تقریر کرنے والوں میں پروفیسر اشفاق احمد خان۔ محمد صلاح الدین۔ ڈاکٹر سلیم اختر۔ ڈاکٹر جمیل جالبی جو مقتدرہ اردو زبان کے چیئرمین بھی ہیں۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی۔ اور سید شوکت علی شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری افسروں کو اپنا نظریہ بدلنا چاہیئے۔ اور اردو کی طرف مائل ہو کر اپنا کام اردو میں کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور انہیں اپنے بچوں کو انگریزی سکولوں میں بھی داخل نہیں کروانا چاہیئے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے کہا کہ پاکستان کو اردو کا ایک قلعہ بنا دینا چاہیئے کیونکہ یہاں کے باشندوں کی اکثریت اردو سمجھتی بھی ہے اور بولتی بھی ہے اور جو کچھ یہاں کیا جائے اس کا اثر ہندوستان پر بھی پڑنا لازمی ہے۔ انہوں نے اردو کو ایک عالمی زبان بتایا اور کہا کہ یہ انسانیت اور جمہوریت کی زبان ہے۔

پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ وہ خود انگریزی نہیں جانتے اور انہوں نے اپنے تمام سیکرٹریوں اور محکموں کے سربراہوں اور وزارتوں سے کہا ہے کہ وہ تمام معاملات کی بریفنگ ان کے لئے اردو میں تیار کیا کریں۔ "اگر انگریزی میں یہ بریفنگ بھیجی جائے تو وہ میں قبول نہیں کرتا"۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جس کو رائج کرنے سے ہم وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ہم غلامی کے دور سے نکل آئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے علامہ اقبال، مرزا غالب۔ میر انیس۔ مرزا سودا۔ میر تقی میر۔ داغ دہلوی۔ فیض احمد فیض اور احمد ندیم قاسمی کو اپنی طرف سے داد و تحسین پیش کی۔ انکے علاوہ بھی بہت سے دوسرے لوگوں نے اردو کی ترویج میں جو حصہ لیا ہے اس کی داد دی انہوں نے مصنفین، شعراء، دانشوروں اور افسانہ نویسوں سے اپیل کی کہ وہ اردو زبان کی ترویج کے لئے ہمہ تن مصروف رہیں۔

غریب ممالک / افواج

اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے ایک خصوصی مشیر نے کہا ہے کہ غربت ایک ایسا خطرہ بنتی جارہی ہے کہ اس کے پیش نظر امیر ملکوں کو اپنی منڈیاں غریب ملکوں کے لئے کھولنی پڑیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جہاں تک غربت کا تعلق ہے یہ کسی سرحد کا خیال نہیں رکھتی۔ یہ سفر کرنا شروع کرتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ مسافر بن کے جارہی ہے۔ اور پھر ماحولیات نفسیات اور بیماری کی صورت میں نظر آنے لگتی ہے۔ یہ بات پاکستان کے سابق وزیر خزانہ مسٹر محبوب الحق نے کہی۔ آپ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے مشیر خصوصی ہیں۔ مسٹر حق انسانی ترقیاتی پروگراموں کے متعلق ایک رپورٹ پیش کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کیونکہ دنیا کی اجتماعی مالیت پر اور اسی طرح تجارت پر بھی غریب ملکوں کا ہاتھ نہیں پڑ رہا۔ اس لئے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۵۰۰ ارب امریکی ڈالر فی سال نقصان ہو رہا ہے۔ یہ وہ رقم ہے جو بیرونی امداد کے طور پر ملنے والی سے دس گنا زیادہ ہے۔ یہ رپورٹ اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ عالمی طور پر منڈیاں سب کے لئے کھل جاتی چاہیئں اور اس طرح روزگار کا مسئلہ بھی حل کرنے کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایک ارب امیر ترین لوگوں اور ایک ارب غریب ترین لوگوں کا آپس میں جو فرق ہے وہ گذشتہ تیس (۳۰) سال میں ۱۵۰ گنا بڑھ گیا ہے اگرچہ یہ فرق قابل قبول تو نہیں۔ لیکن خاموشی کے ساتھ اسے برداشت کیا جارہا ہے۔

اقوام متحدہ کے مشیر خصوصی مسٹر محبوب الحق نے کہا ہے کہ ایشیا کے غریب ترین ممالک کو اپنی فوجوں پر کم روپیہ خرچ کرنا چاہیئے اور ترقیاتی پروگراموں پر زیادہ انہوں نے کہا کہ ان ممالک کو سنجیدگی کے ساتھ اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آئندہ وہ فوجوں پر مزید کوئی رقم خرچ نہیں کریں گے یعنی اپنے بجٹ میں اس سلسلے میں اضافہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایشیا میں جو رقوم فوجوں پر خرچ کی جاتی ہیں۔ ان سے مایوسی ہوتی ہے یعنی اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ بات اس طرح نہیں ہونی چاہیئے۔ بعض ممالک ایسے ہیں جو فوجوں پر تعلیم اور صحت کی نسبت کئی گنا زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ موجودہ وقت میں ایشیا کے ممالک ۸۵ ارب امریکی ڈالر سالانہ فوجوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

انسانی حقوق بورڈ ـــ فیصل آباد

سپریم کورٹ پاکستان کے چیف جسٹس کی ہدایت پر فیصل آباد میں ضلعی حقوق انسانی بورڈ قائم کر دیا گیا ہے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج فیصل آباد اس بورڈ کے چیئرمین ہونگے جب کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اور سیشن جج ان کی مدد کریں گے تاکہ اس ادارے کو چالو رکھا جاسکے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ اس بورڈ کے صدر ہوں گے۔ اور اس بورڈ کا کام یہ ہوگا کہ وہ عوام الناس کو اپنے انسانی حقوق حاصل کرنے میں مدد دیں۔

لیبیا اور امریکہ

اگرچہ مصر اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ لیبیا کو اس کی موجودہ مشکل سے جلد از جلد نکال لے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس خطرے کا بھی اظہار کیا جارہا ہے کہ اس معاملے کو سامنے رکھتے ہوئے امریکہ عرب ریاستوں پر اپنی مرضی ٹھونسنے کی کوشش کرے گا۔ ایک سرکاری اعلیٰ افسر نے کہا ہے کہ لیبیا کا معاملہ دھاگے کے گولے جیسا ہے کہ اگر یہ کھلنا شروع ہو جائے تو کھلتا ہی چلا جائے گا۔ اس افسر اعلیٰ نے متنبہ کیا کہ اگرچہ اقوام متحدہ نے جو پابندیاں لگائی ہیں وہ ہوائی سفر اور اسلحہ کے متعلق ہیں لیکن اس بات کا قوی امکان ہے کہ امریکہ اقوام متحدہ پر دباؤ ڈال کر ان پابندیوں کو مزید وسیع کر دے۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں یہ پابندیاں ۱۵ اپریل سے لاگو کی گئی ہیں۔ ۱۵ اپریل تک لیبیا کو الٹی میٹم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے ان دو باشندوں کو جن پر لاکربی کا جہاز تباہ کرنے کا الزام ہے۔ امریکہ یا برطانیہ کے حوالے کر دے ورنہ یہ پابندیاں شروع کر دی جائیں گی۔ معمر قذافی نے شروع ہی سے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ چاہے کچھ ہو وہ اپنے ان دو افراد کو امریکہ یا برطانیہ کے سپرد ہرگز نہیں کرے گا۔ پہلے وہ عرب لیگ کے سپرد کرنے کے لئے تیار تھے۔ پھر اس نے تجویز پیش کی کہ وہ ان دو افراد کو مصر کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے لیکن امریکہ نے یہ تجویز بھی مسترد کر دی۔ امریکہ کو اعتراض ہے کہ یہ دونوں اشخاص امریکہ یا برطانیہ کے سپرد کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا ہے کہ جہاں تک مقدمہ کا تعلق ہے انصاف سے کام لیا جائے گا۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

بھی انہوں نے باہر سے تصاویر لی ہیں۔ اور یہ تصاویر ہمیشہ ان کی خاص دلچسپی کا باعث بنتی ہیں۔ بیت الحمد کی تکمیل اور تقریب افتتاح کے تھوڑا عرصہ بعد محترم مولانا مبشر صاحب دوسری دفعہ پاکستان کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے دو چار روز نائیجیریا میں بھی قیام فرمایا، اور ہمیں ان کی میزبانی کی سعادت حاصل ہوئی نائیجیریا میں جو استقبالیہ آپکو دیا گیا اس میں محترم مولانا موصوف کی غانا میں کارکردگی کا کھل کر ذکر ہوا۔ انہیں داد و تحسین دیتے ہوئے اللہ تعالٰے سے دعا کی کہ وہ ہمارے بہت سے مربیوں کو نذیر احمد مبشر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس استقبالیہ تقریب کی رپورٹ نائیجیریا جماعت کے ہفتہ وار اخبار "دی ٹروتھ" میں شائع شدہ ہے۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

حالات کو سو فیصدی درست معلوم کر سکیں۔ پس ہمیں ستر فیصدی اتفاق کو مشعل راہ سمجھتے ہوئے تیس فیصدی اختلاف کو نظر انداز کر دینا چاہیئے اور تیس فیصدی اختلاف پر ستر فیصدی اتفاق کو قربان کر دینے کی حماقت سے بچنا چاہیئے۔

کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دو طریق ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ کچھ عام اصول ہوتے ہیں۔ ان کے ماتحت کچھ لوگ کام سیکھتے ہیں۔ مثلاً علم حاصل کرنے کے لئے طالب علم مدرسہ میں جاتے اور پڑھائی کا جو کورس مقرر ہوتا ہے وہ پڑھتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دوسرے بعض خاص گُر ہوتے ہیں۔ ان کو یاد کر لیا جائے تو وہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے وہ گُر مقرر ہوتے ہیں۔

(حضرت فضل عمر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

محترم ملک عبداللطیف ستکوہی صاحب

مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب فرماتے ہیں۔

مورخہ ۲۰ دسمبر ۹۱ء کو خطبہ جمعہ سے عین قبل یہ روح فرسا خبر سن کر دلی رنج اور افسوس ہوا کہ میرے کلاس فیلو اور نہایت ہی عزیز دوست مکرم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی جہلم کے قریب کار کے ایک حادثہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

آپ ایک بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ ہماری جماعت میں آپ کاغذ کے بہت بڑے تاجر تھے۔ جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ کے سرگرم رکن اور سال ہا سال تک مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کے ناظم رہے۔

دعوت الی اللہ کے جذبہ کے ضمن میں ہی یہ واقعہ ہے کہ تقریباً تین ماہ قبل میں لاہور میں ان کی دکان پر انہیں ملنے گیا تو مل کر بہت خوش ہوئے اور مجھے اپنا نیا ایئر کنڈیشنڈ دفتر دکھایا اور پھر اپنی نئی کوٹھی واقع ماڈل ٹاؤن لے گئے۔ مجھے کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں وہ تمام کتب احادیث جمع کر لوں۔ چنانچہ اس کے لئے انہوں نے مجھے ایک ہزار روپے نقد اور تین ہزار کا امانتی رقعہ دفتر امانت تحریک جدید کے نام دیا۔ اس رقم سے خاکسار نے ان کے لئے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور صحیح ابن ماجہ ہر سہ بالتشریح خرید کر اپنے گھر رکھ لیں اور انہیں لکھ دیا کہ یہ کل ۵۱ جلدیں میرے گھر پر موجود ہیں دار قطنی رہ گئی ہے بقیہ رقم سے وہ بھی خرید لوں گا۔ اور ساتھ ہی ان کو لکھ دیا کہ چونکہ یہ کتب بہت بھاری ہیں اس لئے آپ کار پر آ کر یہ کتب میرے گھر سے لے لیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اسی ماہ کی ۱۲ تاریخ کو جب وہ میرے گھر تشریف لائے تو میں لاہور گیا ہوا تھا اس لئے میری ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن چونکہ گھر والوں کو میں نے بتا رکھا تھا اس لئے یہ کتابیں ان کو مل گئیں اور وہ چلے گئے اور عین ایک ہفتہ کے بعد ان کا انتقال پُر ملال ہو گیا۔

آپ کی بہت بڑی خوبی اور سعادت یہ تھی کہ آپ امام وقت کی ہر تحریک پر خلوص دل سے لبیک کہتے اور اس میں دل کھول کر حصہ لیتے۔ ان کی یہ ادا نہایت ہی قابل رشک تھی کیونکہ ایسے لوگ تو بہت ہیں جن کے پاس مال ہوتا ہے لیکن انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ان کے دل میں جذبہ نہیں ہوتا ہے۔

امام جماعت اور جماعت ہر دو سے انہیں والہانہ محبت تھی۔ کئی دفعہ جلسہ سالانہ لندن پر ہو کر آئے۔ اور اب جلسہ سالانہ قادیان پر جانے کی بھی تیاری تھی افسوس کہ قضاء نے یہ مہلت نہ دی۔

آپ کو ایک یہ شرف بھی حاصل تھا کہ ہمارے نہایت ہی مکرم و شفیق استاد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (اللہ ان سے ہمیشہ راضی رہے)، کو مکرم ستکوہی صاحب سے بہت پیار تھا اور حضرت میر صاحب نے انہیں اپنے گھر رکھا ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو ہماری کلاس میں سے صرف انہی کو حاصل تھا۔

آپ بہت غریب پرور تھے۔ اور کئی غرباء کی خفیہ اور اعلانیہ ہر دو طرح سے کفالت کیا کرتے تھے۔

آپ کی بے وقت وفات کا ایک اندوہناک پہلو یہ ہے کہ آپ اس سفر میں اپنے ایک بیٹے مکرم ملک مبشر احمد کی بارات لے کر اسلام آباد جا رہے تھے کہ یہ حادثہ پیش آگیا اور شادی غم میں بدل گئی۔

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر فرماتے ہیں۔

ستکوہی صاحب کی زندگی میں بڑے مدوجزر آئے وہ بطور تحدیث نعمت کے انعامات خداوندی کا ذکر بڑے انکسار سے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کو بدلا اور ان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازا سب سے بڑا فضل وہ یہ بیان کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے رہا ہے وہ خدمت سلسلہ میں جہاں پیش پیش تھے وہ اس میں مسرت محسوس کیا کرتے اور غیر معمولی ان کو اطمینان و سکون حاصل ہوتا۔ ستکوہی صاحب لاہور میں اصلاح و ارشاد کے سیکرٹری تھے اور وہ سالہا سال سے یہ خدمت بجا لا رہے تھے۔ سارے لاہور شہر کے وہ واقف تھے اس خدمت کو بڑے جذبہ رضا و تسلیم و انہماک سے بجا لاتے لاہور جیسے اہم شہر میں ان کی یہ خدمت بجا لانا غیر معمولی کام تھا اور اپنی ذاتی مصروفیات کو چھوڑ کر سلسلہ کی خدمت کو ترجیح دیتے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور جانی پہچانی شخصیت کاروباری حلقہ میں وہ اپنی دیانت و امانت اور خوش خلقی میں خاص مقام رکھتے تھے اور ان کا وقار تھا۔ خدا تعالیٰ نے ستکوہی صاحب کو دولت و ثروت سے نوازا اور وہ اصلاح و ارشاد کے معاملات میں اپنی ذاتی جیب سے بعض اوقات خرچ کیا کرتے تھے۔ غریب پرور تھے اپنے گھر کا ماحول دینی تھا۔ ان کا دستر خوان بڑا وسیع تھا مرکز سے آنے والے خدام کی ضیافت کرتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔ ماڈل ٹاؤن میں بڑی شاندار اور وسیع کوٹھی تعمیر کی احباب جماعت کو وہاں مدعو کرتے مرکز میں بار بار آتے اور خدام سلسلہ سے ملاقاتیں کرتے اور مسکراتے ہوئے۔

کس نے کیا کہا

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد اعظم خان "حضرات خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے" کے عنوان سے جنگ میں لکھتے ہیں۔

"پاکستان کی مختصر تاریخ کی اگر وڈیو فلم بنائی جائے تو مجھے یقین ہے کہ اس فلم کے ناظرین یہی محسوس کریں گے کہ جیسے الفرڈ ہچکاک کی کوئی انتہائی دہشتناک فلم دکھائی جا رہی ہے۔ جمہوریت اور آمریت کی نورا کشتی۔ آئین سازی اور پھر اُسے منسوخ کرنے اور معطل کرنے کے مناظر ملک کے اکثریتی علاقے کو بزور شمشیر علیحدہ کرنے کی سازشیں۔ جمہوریت کی قبر اور مارشل لاء کی راکھ پر سول مارشل لاء کی استواری اور پھر فوجی مارشل لاء کی آمد۔ مجلس شوریٰ کے پردے میں آمریت کا دام ہمرنگ زمین۔ صدارت کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے اسلام کے نام پر ریفرنڈم کا سنگین مذاق۔ غیر جماعتی انتخابات پھر جماعتی انتخابات۔ اسمبلیوں کی شکست و ریخت۔ گھوڑے کی آڑ میں گدھوں کی تجارت۔ سیاسی خرید و فروخت کے لئے منگل بازار۔ سکینڈلز کی یلغار۔ منشیات فروشوں اور پیشہ ور مجرموں کی پارلیمنٹ کی طرف پیش قدمی اور گلی کوچوں میں دہشت گردوں کا راج۔ ڈاکوؤں کے حکم نامے۔ معصوم بچوں پر ظلم و ستم کے وحشیانہ مناظر۔ گینگ ریپ۔ خود را فضیحت دیگرے را نصیحت کے عملی نظارے۔ اتنے رنگا رنگ کے دہشت ناک اور سنسنی خیز مناظر شاید ہی دنیا کی کسی اور فلم میں یکجا ہوئے ہوں گے ان حالات میں قلب کے امراض کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہو تو اس پر کوئی حیرت نہیں ہونی چاہئے۔

البتہ ان تمام حقائق کے باوجود اگر اس ملک کا نام اور پرچم برقرار ہے تو اسے بیسویں صدی کا عظیم ترین کرشمہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب کہ معمولی فروگذاشتوں پر سپر پاورز کا تیاپانچا ہو جاتا ہے۔ سیاست اور معاشرے کے جسم کو زہر آلود کرنے میں نمایاں کردار کس نے انجام دیا یہ ایک سوال ہے جسکے مختلف جواب ہو سکتے ہیں اور ہر فرد یا گروہ اپنی اپنی صواب دید اور مفادات کے مطابق جواب دینے کی کوشش کرے گا۔ کوئی اپنے سیاسی مخالف کو ہدف ملامت بنائے گا تو کوئی اسکی ذمہ داری مارشل لاء پر عائد کرے گا۔ اور کوئی ساری خرابیوں کی جڑ بیوروکریسی کے سر تھوپ کر خود فرشتہ سیرت بننے کی کوشش کرے گا۔ بیوروکریسی کے افراد سیاستدانوں اور مارشل لاء کے ذمہ دار حضرات نے اہل سیاست کو اپنی سنگ ملامت کا نشانہ بنایا ہے اور بناتے رہیں گے۔ پاکستان کے عوام ان مختلف جوابات کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ قیام پاکستان کے لئے پھر ۱۹۷۱ء میں شکست پاکستان کے [illegible] اور ۱۹۷۷ء میں نظام مصطفےٰ کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے اور پھر استحکام پاکستان اور بعد ازاں ذاتی تحفظات کے لئے مالی اداروں اور کوآپریٹو تنظیموں سے رجوع کرنے اور اپنی زندگی بھر کی پونجی ان کے حوالے کر کے غیر یقینی حالات کا شکار ہیں۔

میں نے ہمیشہ سیاست میں افواج کے کسی بھی کردار کی سخت مخالفت کی ہے۔ جمہوریت کی غیر مشروط حمایت کی ہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے مقدس نام کی آڑ میں پاکستان کے خلاف پہلی منظم سازش کے کچلنے کے لئے مارشل لاء کو ناگزیر قرار دیا گیا تو اس وقت بھی میں نے نفاذ مارشل لاء کی مخالفت کی تھی۔ اور میری یہی رائے تھی کہ اگر سول انتظامیہ چاہے تو وہ حالات پر قابو پا سکتی ہے۔ لیکن اس وقت کے وزیراعلیٰ کا اصرار تھا کہ میں ٹیک اوور (TAKE OVER) کر لوں۔ لیکن میں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے اور اس ضمن میں وہی احکامات دینے کی مجاز ہے۔ مرکزی حکومت نے جب مارشل لاء لگانے کا حکم دیا تو مجھے سیاست دانوں کی عاقبت نااندیشی پر سخت افسوس ہوا۔ ۶ مارچ کو گیارہ بجے دن مارشل لاء لگایا گیا اور دو گھنٹے میں ہی حالات قابو میں آگئے اور میں نے نماز جمعہ کے لئے کرفیو میں وقفہ دینے کا اعلان کیا۔ حالانکہ کرفیو میں وقفہ کم از کم ۲۴ گھنٹے کے بعد دیا جاتا ہے میں نے اگلے ہی دن حکومت سے گذارش کی کہ حالات مکمل طور پر کنٹرول میں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی:۔ مکرم نعیم احمد صاحب صدیقی ایم ایس سی ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی۔ دارالصدر جنوبی ربوہ کی شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ دُرِّ زرین بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ (ایل آر او) سے یکم مئی ۱۹۹۲ء کو انجام پائی۔ مورخہ ۲ مئی کو مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی نے اپنی رہائش گاہ پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں اہلِ ربوہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعوت کے اختتام پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کرائی۔

○ عزیزم محمد اشرف جاوید ابن مکرم محمد ارشد صاحب کاتب کی شادی ہمراہ عزیزہ عالیہ طاہر بنت مکرم طاہر احمد صاحب تنویر آف میرپور ماتھیلو ۲۲ اپریل ۹۲ء کو ہوئی۔ ۲۴ اپریل کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام ہوا۔ عزیزم محمد اشرف جاوید محترم منشی محمد اسمٰعیل صاحب سابق ہیڈ کاتب الفضل کے پوتے ہیں۔

احباب سے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان ولادت:۔ مکرم عبدالباسط خان صاحب و محترمہ بشریٰ ناہید صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے ۴ اپریل ۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام دانیال یوسف عطا فرمایا ہے۔ نومولود جو وقفِ نو میں شامل ہے مکرم حافظ محمد یوسف صاحب سابق انسپکٹر تحریکِ جدید ربوہ کا نواسہ اور مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب آف کوئٹہ کا پوتا ہے۔

○ مکرم حکیم محمود احمد صاحب کارکن فضلِ عمر فاؤنڈیشن و محترمہ سلمیٰ محمود صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ظہیر احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود جو وقفِ نو میں شامل ہے۔ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب جہلمی سابق انسپکٹر تحریکِ جدید کا پوتا اور مکرم نذیر احمد صاحب اقبال کا نواسہ ہے۔

احباب ان بچوں کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

مکرم مولانا ابوالمنیر صاحب نورالحق اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ کی آنکھ کا موتیا کا آپریشن مورخہ ۹ مئی ۱۹۹۲ء کو فضل عمر ہسپتال میں ہونا تجویز ہوا ہے۔

احباب دعا کریں کہ آپریشن کامیاب ہو اور موصوفہ کی بصارت پہلے کی طرح عود کر آئے۔

مکرم عبدالمجید صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ کے گرنے کی وجہ سے بائیں بازو کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ علاج سے ایک ہڈی تو صحیح جڑ گئی لیکن دوسری ہڈی ٹیڑھی ہو گئی۔ اب ان کا اپریشن فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں ہو رہا ہے۔

احباب ان کے لئے دعا کریں۔

کامیابی:۔ عزیزہ ندا خالد بنت مکرم خالد محمود صاحب جاوید دارالنصر غربی کلاس دوئم کے امتحان میں اپنے سکول میں اوّل آئی ہے۔ احباب عزیزہ کی مزید ترقیات کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی:۔ عزیزم سلمان احمد ابنِ مکرم محمد اشرف صاحب اسحاق مربی سلسلہ (ربوہ) لکھتے ہیں کہ اس سال ہم چاروں بھائی بہنوں نے اپنی اپنی کلاس میں پوزیشن حاصل کی ہے۔ میں نصرت جہاں اکیڈمی میں ساتویں کلاس میں اوّل آیا ہوں۔ میری چھوٹی بہن محمودہ منورہ جو نصرت گرلز ہائی سکول میں پڑھتی ہے۔ وہ بھی اپنی کلاس یعنی چھٹی کلاس میں اوّل آئی ہے اور سب سے چھوٹی بہن امۃ الحئی پانچویں کلاس میں اوّل آئی ہے جبکہ بڑی بہن ندرت اسحٰق جو کالج میں ہے فرسٹ ایئر کے آرٹس گروپ میں سیکنڈ آئی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کامیابیوں کو دین و دنیا کیلئے بابرکت فرمائے اور ہمیں نیک اور خادمِ دین بنائے اور ہمارے ماں باپ کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے کہ وہ اللہ کے فضل سے صحت و سلامتی سے رہیں۔

سانحہ ارتحال:۔ مکرم امتیاز احمد صاحب ۲۸ سال کی عمر میں مورخہ ۱۹ اپریل ۹۲ء کو جرمنی میں وفات پا گئے۔ آپ مکرم سلطان احمد صاحب خادم بیت نصر سلطانہ کے بڑے بیٹے تھے۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

وقف اولاد کے والدین کے لئے ضروری اعلان

احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمت دین کے لئے وقف اولاد کے تحت وقف ہیں اور ان بچوں نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے یا دے رہے ہیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں تاکہ ان کے وقف اور آئندہ کے پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جا سکے۔ اس بارہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

ہیں۔ اسلئے اب مجھے مارشل لاء اٹھانے کی اجازت دی جائے۔ لیکن حکومت نے اصرار کیا کہ مارشل لاء جاری رکھا جائے۔

۱۹۵۰ء میں پنجاب کے سیلاب عظیم اور ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۸ء میں اپنے فرائض منصبی کے دوران مجھے سول انتظامیہ سے براہ راست رابطے کا موقعہ ملا۔ میرے یہ احساسات ہیں کہ بیوروکریسی اتنی خراب بھی نہیں تھی جتنا کہ اس کا چرچا کیا جاتا ہے۔ بیوروکریسی کے ارکان کو اگر یقین ہو جائے کہ ان سے کوئی ناجائز کام نہیں لیا جائے گا اور انکے مقررہ فرائض کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ تو وہ بڑی مستعدی اور فرض شناسی سے کام کرتے ہیں اور بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں میری ذمہ داری نسبتاً زیادہ حساس تھی ایک کروڑ سے زائد مہاجرین کی مکمل آبادکاری اور کھربوں روپوں کی متروکہ املاک کا مستحقین میں منصفانہ تقسیم کوئی معمولی بات نہ تھی۔ سول انتظامیہ کے تعاون سے وہی کام ایک سال سے بھی کم عرصہ میں ہو گیا۔ جو گیارہ سال میں نہیں ہوا تھا۔ یہ کارنامہ اسلئے سرانجام دیا گیا کہ سول حکام کو بھی بخوبی علم تھا کہ ان سے کوئی ناجائز کام نہیں لیا جا رہا ہے اور میں نے ناجائز کام کی سختی سے حوصلہ شکنی کی تھی۔ انہیں ۱۹۵۳ء میں میرے کردار کا بھی علم تھا۔ کہ میں نے قانون اور قواعد و ضوابط کے مطابق سارے کام کئے تھے۔ اور پھر ۱۹۵۳ء کا مارشل لاء واحد فوجی واقعہ تھا۔ جسکی رپورٹ عام لوگوں کی نگاہوں میں بھی لائی گئی تھی۔ ورنہ یہاں تو قتل لیاقت سے لے کر سقوطِ مشرقی پاکستان کے واقعات و المیوں کو ہضم کر لیا گیا۔ یہاں میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ اس کمیٹی کے سربراہ جسٹس منیر اور رکن جسٹس کیانی تھے۔ جسٹس یعقوب الاستغاثہ کی جانب سے پیش ہوئے اور میں نے کمانڈر انچیف کی اس کوشش کے باوجود کہ میں ایڈووکیٹ جنرل کی وساطت سے اپنا بیان تحقیقی عدالت میں پیش کر دوں خود عدالت کے سامنے پیش ہو کر عدالت کے تمام سوالوں کے جواب دئیے۔ اور کسی بھی بات کو آف دی ریکارڈ یا خفیہ رکھنے پر اصرار نہیں کیا۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۲۹ میں نور احمد ولد محمد دین صاحب قوم مغل پیشہ بڑھئی عمر ۶۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵/۶ فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۴-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان نمبر ۵/۶ برقبہ ۳½ مرلہ واقع فیکٹری ایریا ربوہ مالیتی ۸۰۰۰۰/- روپے (۲) پلاٹ برقبہ ۶ مرلہ واقع طاہر آباد ربوہ مالیتی ۸۰۰۰/- روپے۔ (۳) نقد ساٹھ ہزار روپے۔ کل جائیداد ۱۴۸۰۰۰۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۰۰/- روپے ماہوار بصورت بڑھئی کے مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار

باقی صفحہ ۸ پر

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

اور وصیت نمبر ۹۸۸ تھا۔ موصوف نے دلی میں محکمہ خزانہ میں اسسٹنٹ فنانشل ایڈوائزر کے عہدے پر سرکاری ملازمت کی۔ اس دوران دہلی میں جماعت احمدیہ کے امیر رہے۔ ان کے گھر پر جماعتی اجتماعات منعقد ہوتے رہے۔ اس عرصہ میں بھی ان کو اہم خدمات دینیہ کی سعادت ملی۔ موصوف مالی قربانی اور جماعتی خدمات میں ہمیشہ صف اوّل میں رہتے تھے۔ بہت نرم دل اور پُرشفقت وجود تھے۔

۵ مئی کو ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ جہاں بیت المبارک میں بعد نماز عشاء محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا نے دعا کرائی۔

احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ وزیر اعظم پاکستان نے ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم بدترین اخلاقی بحران سے دوچار ہیں ہر شخص بد عنوانی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ صاحب حیثیت لوگ قانون کو موم کی ناک کی طرح موڑ لیتے ہیں۔ انہوں نے قوم سے اپیل کی کہ بد عنوانی ختم کرنے کے لئے میری مدد کریں۔ انہوں نے کہا کہ معاشی سماجی اور قانونی نظام کے امراض دور کرنے کے لئے ہمیں جرأت مندی سے آگے بڑھنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ملک ۹۰۰ ارب روپے کا مقروض ہے۔ سارے بنک سرکاری کارخانے فروخت بھی کر دیئے جائیں تو ڈھائی سو ارب روپے سے زیادہ نہیں ملیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ کل ملکی آمدن ۲۰۷ ارب روپے ہے صوبوں کو ۵۷ ارب دینے کے بعد مرکز کی آمدنی ۱۵۰ ارب روپے رہ جاتی ہے جب کہ دفاع اور قرضوں کی ادائیگی پر ۱۵۵ ارب خرچ ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں وسائل بڑھانے ہوں گے۔ موجودہ ٹیکسوں سے تو دفاع اور قرضوں کی ادائیگی بھی پوری نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ آنے والی نسلیں میری نسل سے زیادہ مقروض ہوں۔ میں روشن مستقبل کے خواب کے لئے محنت کر رہا ہوں۔ پھر اچھا وقت آئے گا۔ میں وسائل کا رخ غریبوں کی طرف موڑ دوں گا میں غریبوں کو ان کا حق دلا کر رہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ چند سال میں پاکستان کی دنیا بدل جائے گی۔

○ منگل کے روز کابل شہر پر راکٹوں اور توپ خانہ سے زبردست حملہ کیا گیا۔ ہوائی اڈہ اور صدارتی محل کا آس پاس کا علاقہ دھماکوں سے لرز اٹھا۔ تمام پروازیں ۲۴ گھنٹوں کے لئے معطل کر دی گئیں۔ جواب میں سرکاری فوجوں نے حکمت یار گروپ کی پوزیشنوں پر گولہ باری کی۔ کابل پر حملہ کرنے والوں کے دو گولے فرانسیسی سفارتخانے اور بلغاریہ کے سفارتخانے میں گرے افغان جیٹ طیاروں نے جوابی کارروائی کر کے حملہ آوروں کے عقبی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ کابل میں سرکاری ذرائع کے مطابق پیر کے روز راکٹوں اور گولہ باری سے ۱۳ افراد ہلاک اور ۴۷ زخمی ہو گئے۔

○ افغان عبوری کونسل کے صدر صبغت اللہ مجددی نے جو ۲ ماہ کے عرصے کے لئے عبوری صدر بنائے گئے تھے کہا ہے کہ افغان عوام کا اصرار ہے کہ میں دو سال تک عبوری صدر رہوں۔ انہوں نے غیر ملکی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ میں واحد شخص ہوں جو قبائلیوں کے جھگڑے طے کروا سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کو میری ضرورت ہے اور میرے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے مجھے اقتدار میں رہنا قبول ہے۔ انہوں نے حکمت یار کو ڈاکو قرار دیا۔

○ افغان لیڈر حکمت یار خان نے کہا ہے کہ ہم کمیونسٹ ملیشیا کی گردن دبوچ کر اسے نیست و نابود کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کابل کو تباہی سے بچانے کے لئے میں صبر سے کام لے رہا ہوں۔ حکومت کرنا مجددی کے بس کا روگ نہیں۔ کوئی امریکی پٹھو افغانستان پر حکومت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کو تقسیم کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔ انہوں نے قاضی حسین احمد کے نام ایک خفیہ پیغام بھجوایا ہے۔

○ افغان لیڈر حکمت یار نے تین شرائط پیش کی ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہیں ملک کا صدر مقرر کیا جائے۔ پارلیمنٹ قائم کی جائے اور ازبک ملیشیا کو واپس کر دیا جائے۔

○ افغانستان کے صوبہ جلال آباد کے گورنر حاجی عبد القدیر نے بتایا ہے کہ ان کے صوبے میں مکمل امن وامان ہے اور مجاہدین کی متحدہ کمانڈ حکمت یار کے کمانڈر فضل حق مجاہد کے حوالے کر دی گئی ہے۔ ریڈیو ٹی وی مجاہدین کے پروگرام نشر کر رہے ہیں۔ انہوں نے سرکاری ملیشیا کے مظالم کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو ننگرہار کے مجاہدین بھی کابل پر حملہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔

بقیہ: ص ۷ سے آگے

آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ نور احمد ولد محمد دین ۵/۳۵ فیکٹری ایریا ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ سید عبد الغنی شاہ وصیت نمبر ۵۸۴۴۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سید عبد اللہ ندیم مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۵۷۱۶۔

ضرورت باورچی

باورچی یا باورچن کی ضرورت ہے۔ مناسب تنخواہ کے ساتھ رہائش کی بھی سہولت دی جائے گی۔

مرزا عبد الصمد احمد۔ حلقہ بیت المبارک۔ ربوہ

۔ قدیمی ۔ اولین ۔ مشہور آفاق

حب اٹھرا

سو ۱۰۰ گولی تیس روپے۔ مکمل کورس ۔/۱۲۰ روپے

نیران

نرینہ اولاد کی مشہور دوا ۔/۱۲۰ روپے

زدجامِ عشق

تیس ۳۰ گولی ——— ۔/۹۰ روپے

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

رشید الیکٹرک سٹور

ریلوے روڈ۔ ربوہ

ڈیلر پاک فین۔ تمام ورائٹی دستیاب ہے۔ بریکٹ فین۔ سیلنگ پیڈسٹل۔ ایگزاسٹ۔ واشنگ مشین

جدید ہومیوپیتھی

کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ——— مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ، ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ

فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

اراضی برائے فروخت

زمین رقبہ تقریباً ۱۱ کنال محلہ طاہر آباد نزد جلسہ گاہ ساہیوال روڈ برائے فروخت ہے۔ سرمایہ کاری کیلئے بہترین موقع۔ پولٹری فارم یا فش فارم کیلئے بھی موزوں ہے۔ علاقہ کا پانی میٹھا ہے۔

رابطہ: کیپٹن عزیز احمد۔ ربوہ فون: ۷۴۳

منیر احمد جاوید۔ لاہور فون: ——— ۸۶۳۰۰۰

محمد اشرف کھوکھر۔ کراچی فون دفتر ۴۷۵۴۹۱